عیسائیت ماضی اور حال کے آئینے میں

حافظ محمد فاروق

جامعہ اسلامیہ مدینہ منورۃ

اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے جو تمام مذاہب سے نرالا اور انوکھا ہے۔ اس جیسا نہ اب تک آیا اور نہ ہی قیامت تک آئے گا۔ دنیا میں یہودیت، عیسائیت اور ان کے بعد بھی دیگر مذاہب آئے۔ اپنی مدت پوری کرنے کے بعد منسوخ کر دیے گئے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے مذہب اسلام کو قیامت تک کے لیے باقی رکھا۔

ہمارا اس بات پر ایمان ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے آخری نبی ہیں۔ ان کے بعد جو نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ مرتد اور زندیق ہو گا۔ اور ہمارا اس بات پر بھی ایمان ہے کہ جو دین ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے ملا ہے وہ بالکل صحیح اور برحق ہے۔ آپ کے لائے ہوئے دین کے علاوہ جو کسی دوسرے دین کا دعویٰ کرے گا وہ بھی کافر اور زندیق ہو گا۔ اسی لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آج اگر موسیٰ علیہ السلام بھی دنیا میں زندہ ہو جائیں تو ان کو بھی میری ہی اتباع کرنا ہو گی۔ (دارمی ص ۱۱۵ ج ۱)

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر توراۃ نازل کی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل اتاری۔ لیکن آج سوائے قرآن کریم کے کوئی بھی آسمانی کتاب اپنی اصلی شکل میں موجود نہیں ہے۔ قرآن کریم ایک ایسی مقدس کتاب ہے جس کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے قیامت تک اپنے اوپر لے رکھی ہے۔ آج

قرآن کریم کی صحت پر تمام امت محمدیہ کا اتفاق ہے۔ لیکن جب اس کے برعکس انجیل یا توراۃ کو دیکھتے ہیں تو وہ تحریف شدہ ہے۔ آج تک کوئی یہودی یا عیسائی ریسرچ کے باوجود کسی ایک نسخے پر متفق نہیں ہو سکا۔

اگر تاریخ کی کتابوں کو کھول کر دیکھا جائے تو پتا چلتا ہے کہ عیسائیت کوئی تبلیغی دین نہیں اور نہ ہی یہ کسی شعبہ میں رہنمائی کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ موجودہ عیسائیت کا بانی پولوس نامی یہودی مسیح کو شمار کیا جاتا ہے۔ جس نے فلسطین کے صوبہ گلیل میں اس کی بنیاد رکھی اور رفتہ رفتہ لوگوں میں سرایت کرتی گئی۔ جس کی مختصر تاریخ یہ ہے۔

عیسائیت اپنے عقائد کی روشنی میں!

اگر عیسائیت کے عقائد کو سامنے رکھا جائے تو اسلام کے برعکس نظر آتے ہیں۔

عقیدہ تثلیث!

عیسائیت کا بنیادی عقیدہ تثلیث عقیدہ توحید کے منافی ہے۔ عقیدہ تثلیث کا مطلب یہ ہے کہ باپ، بیٹا اور روح القدس (نعوذ باللہ) تینوں خدا ہیں۔ لیکن عجیب منطق ہے جسے عقل بھی نہیں مانتی کہ نہ ان تینوں کو ایک خدا مانتے ہیں اور نہ ہی تین خدا مانتے ہیں۔ قرآن کریم میں نصاریٰ کے اس باطل عقیدہ کی زبردست تردید ان الفاظ میں کی گئی ہے۔

لقد کفرالّذین قالوا انّ اللہ ھوالمسیح ابن مریم وقال المسیح یبنی اسرائیل اعبدواللہ ربّی وربکم انہ من یشرک بااللہ فقد حرّم اللہ علیہ الجنّۃ وماوٰنہ النار و ما للظّلمین مِن انصار O لقد کفرالّذین قالوا اِنّ اللہ ثالث ثلثۃ وما من الہ اِلاّ الہ وّاحد۔ وَ اِن لّم ینھوا عمّا یقولون لیمسّنّ الّذین کفروا منھم عذاب الیم (المائدۃ۔۷۲،۷۳)

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد نے ان کے شرکیہ عقیدے کی وضاحت کر دی کہ خدا صرف ایک ہو سکتا ہے۔ تین چیزوں کا مجموعہ نہیں ہو سکتا اور نہ ہی خدا تین ہو سکتے ہیں۔ اور جس نے اس قسم کا اعتقاد رکھا کہ خدا ایک سے زائد ہو سکتے ہیں اس نے شرک کیا اور جس نے بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ معمولی سا شرک کیا اس پر اللہ تعالیٰ کی تیار کی ہوئی جنت قطعی حرام ہے اور جو شخص ایسے شرکیہ کلمات کہنے سے باز نہیں آتا تو یقیناً اللہ تعالیٰ اس کو دردناک عذاب میں مبتلا کریں گے۔

عقیدہ تثلیث جس کو عقل ماننے سے انکار کرتی ہے۔ جس کا فکری سانچہ یونانی ہے۔ اسی یونانی سانچے پر یہودی تعلیمات کو ڈھالا گیا ہے اور یہ عقیدہ تثلیث جسے اقانیم ثلاثہ کا نام بھی دیا جاتا ہے۔ عیسائیت کے لیے جان کی حیثیت رکھتا ہے۔ عیسائیت کی بنیاد اسی باطل عقیدہ کے ارد گرد چکر لگاتی ہے۔ اٹھارہ سو برس سے لے کر آج تک تمام عیسائی علما کے لیے یہ مسئلہ ایک معمہ بنا ہوا ہے کہ ایک خدا کے ساتھ تینوں کو اور تینوں کے مجموعہ ایک خدا کو کیسے مانا جائے۔ اس عقدے کو حل کرنے کے لیے عیسائیت کے بیسیوں فرقے وجود میں آئے۔ کوئی تینوں میں سے ایک کو مانتا ہے باقی دونوں کا انکار کر دیتا ہے اور کوئی تینوں کا ہی

انکار کر دیتا ہے۔

ڈاکٹر نظمی لوقا مسیح کے خیالات

ڈاکٹر نظمی لوقا مسیح جو پہلے عیسائی مذہب کے پیروکار تھے لیکن بعد میں اللہ تعالیٰ نے ان کو اسلام کی روشنی سے نوازا۔ وہ اپنے خیالات کا اظہار فرماتے ہیں کہ:

"جو روشنی کو دیکھ کر اپنی آنکھیں بند کر لیتا ہے وہ روشنی کا نہیں اپنی آنکھوں کا نقصان کرتا ہے........ اور جو حق کے سامنے اپنے دل و دماغ کے دروازے بند کر لیتا ہے تو وہ حق کا نہیں بلکہ اپنے ہی فکر و نظر کا زیاں کرتا ہے" (بحوالہ محمد الرسالۃ والرسول صفحہ ۱۱)

عقیدہ تثلیث کے متعلق اظہار خیالات کرتے ہیں:

"اسلامی نظریہ توحید جو "لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفواً احد O" سے عبارت ہے یہ شرک کے لیے ایک کھلا چیلنج ہے۔ اور اس میں اہل کتاب کے لیے ایک اصلاحی اعلان بھی ہے۔ آج مسیح کے متبعین حضرت مسیح کی الوہیت اور البنیت کے ساتھ اس بات کے بھی قائل ہیں کہ خدا کا جوہر تو ایک ہے لیکن اس کے تین اقانیم ہیں۔ لیکن مسیح کے حواریوں کی بشارتوں میں اس کی کوئی تصریح نہیں۔ بلکہ حضرت مسیح علیہ السلام تو اپنے آپ کو اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہتے رہے ہیں۔ اور شریعت اسلامیہ نے جو "لم یلد" کا نظریہ دیا ہے وہ ایک عقل میں آنے والی بات ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ اپنی جنس و نسل کا ایک فرد

ہے ایسا کبھی نہیں ہو سکتا بلکہ اس کی نظیر و مثال ہی ناممکن و نامحال ہے۔ (محمد، الرسالۃ والرسول صفحہ ۶۵،۶۷)

عقیدہ قتل عیسٰی علیہ السلام

عیسائیت کا دوسرا عقیدہ یہ ہے کہ یہودیت نے (نعوذ باللہ) حضرت مسیح علیہ السلام کو پھانسی دے دی تھی۔ اور لاش تین دن قبر میں رہنے کے بعد آسمان پر چلی گئی اور حضرت مسیح علیہ السلام خدا کے داہنے بازو پر بیٹھ گئے۔ عیسائیوں کے اس عقیدہ کی تردید قرآن کریم نے ان الفاظ میں کی ہے:

وقولهم انّا قتلنا المسيح عيسى ابن مريم رسول الله وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم۔ و انّ الّذين اختلفوا فيه لفى شك منه مالهم به من علم اِلاّ اتباع الظنّ۔ وما قتلوه يقيناً ○ بل رفعه الله اليه وكان الله عزيزاً حكيماً○ (النساء،۱۵۸)

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد نے واضح کر دیا کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم کو قتل نہیں کیا گیا بلکہ انہیں آسمان پر اٹھا لیا گیا ہے۔ اور ان کی مشابہ صورت بنا کر پیش کر دی گئی اور جو لوگ اس مسئلہ میں اختلاف کرتے ہیں وہ علم سے کورے ہیں۔ اور اپنی عقل سے اٹکل پچو لگاتے ہیں۔ قرآن کریم کی بین کردہ اس حقیقت کو تاریخ و تحقیق بھی تسلیم کرتی ہے۔ اس لیے کہ قرآن کریم خود تاریخ و تحقیق کا ایک مستند ترین ماخذ ہے۔ جس سے اگلے مذاہب اور ماضی کے حوادث معلوم ہوتے ہیں اور جو اس کے علاوہ ہمیں تاریخ و تحقیق بتائے گی وہ ظن و تخمین سے زیادہ کچھ نہیں ہو سکتا۔

عقیدہ کفارہ

عیسائیت کا تیسرا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے آپ کو صلیب پر پھانسی دے کر ہماری طرف سے ہمارے گناہوں کا کفارہ ادا کر دیا ہے۔ اب ہم دنیا میں جو چاہیں کرتے رہیں ہمیں عذاب نہیں ہو گا۔

یہ عقیدہ بھی سراسر اسلام کے خلاف ہے۔ اسلام تو ایک دوسرے کے بوجھ اٹھانے کی نفی کر رہا ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سے عقائد ہیں جو سراسر جھوٹ ہیں۔

اناجیل اربعہ پر ایک نظر

اناجیل انجیل کی جمع ہے۔ عیسائیت کا مدار و ماخذ یہی اناجیل اربعہ (متی، لوقا، مرقس، یوحنا) ہیں۔ جن کو عیسائی علماء الہامی کتابیں سمجھتے ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ یہ انجیلیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں کو املاء کروائی تھیں حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔

اگر ہم اناجیل اربعہ کی تاریخ تدوین کو دیکھتے ہیں تو مسیحیت کے تسلسل کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ اور اگر ہم اس دور کو دیکھتے ہیں جس میں یہ مرتب کی گئیں تو وہ تاریخی اعتبار سے نہایت سفاکانہ دور ہے اور وہ عیسائیوں کے لیے ایک زبردست چیلنج ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد مسیحیوں پر مظالم کے چار دور تاریخ میں مرقوم ہیں۔

(۱) عہد نرو ۶۴ء (۲) عہد ٹراجان ۱۰۶ء (۳) عہد ڈیسی یس ۲۴۹، ۲۵۱ء (۴) عہد دقلد یا نوس ۲۴۸ء (بحوالہ تاریخ الامۃ القبطیۃ ۱۰۴/۱-۱۰۷)

ان چار قسم کے ادوار میں اناجیل کو مرتب کیا گیا جو مسلسل مظالم کے پر آشوب دور شمار کیے جاتے ہیں۔ دل یہ بات تسلیم نہیں کرتا کہ ان ادوار میں لکھی گئیں اناجیل اپنی اصل میں ہوں گی۔ بلکہ تاریخ بھی ان اناجیل کی اور ان کی مرتبین کے بارے میں خاموش ہے۔

ڈاکٹر پادری ابراہیم سعید مصری کا یہ نظریہ ہے کہ انجیل لوقا یونانیوں کے لیے اور انجیل متی یہودیوں کے لیے اور انجیل مرقس روما والوں کے لیے معرض وجود میں آئیں۔ اور انجیل یوحنا کو عام رکھا گیا ہے۔ جس سے تمام کلیسا والے استفادہ کر سکتے ہیں۔ (مسیحیت علمی اور تاریخی حقائق کی روشنی میں صفحہ ۵۴)

اگر حقیقت کے آئینے میں دیکھا جائے تو موجودہ انجیلوں کو کسی صورت میں الہامی نہیں کہا جا سکتا۔ اور نہ ہی یہ تصور کیا جا سکتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان کو لکھوایا تھا بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تو موجودہ انجیلوں کو دیکھا بھی نہیں ہے۔ یہ سب کچھ انکے بعد ہی لکھا گیا ہے۔ اور پھر ان انجیلوں کے لکھنے والے بھی اس قدر مجہول و غیر معروف ہیں کہ ان انجیلوں سے ان کا تصنیفی تعلق بھی واضح نہیں ہوتا۔ کیونکہ ان کی تصنیف مخصوص لوگوں کے خیالات، مختلف ماحول اور زمانوں کے مطابق ہوئی۔ اور پھر تاریخ بتاتی ہے کہ اصل انجیل کی گمشدگی پر خود مسیحیوں کا اتفاق ہے۔ ہر کتاب میں کوئی تسلسل اور نقل و روایت ہوتی ہے۔ اگر کتاب آسمانی ہو تو اس کی سند بھی ہوتی ہے۔ لیکن اس کے برعکس ان اناجیل میں

نقل و روایت اور تسلسل کی کوئی صورت نظر نہیں آتی جو کسی آسمانی کتاب یا نبی کی تعلیمات کے لیے ضروری ہوتا ہے۔ مثلاً ان اناجیل میں سے انجیل متی ہی کو لیتے ہیں جو مندرجہ ذیل اوصاف کی حامل ہے۔

(۱) انجیل متی کی تاریخ تدوین سے ناواقفیت پر تمام مسیحیوں کا اجماع ہے۔

(۲) انجیل متی کی اصل زبان عبرانی ہے یا یونانی، اس میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔

(۳) انجل متی کے اصل نسخہ کی گمشدگی بھی مسلم ہے۔

(۴) اس کے مترجم کا نام بھی مجہول ہے۔

(۵) یہ انجیل خاص طور پر مسیح پر ایمان لانے والے یہودیوں یا حواریوں کے اشارہ پر لکھی گئی ہے۔ لیکن یہ حواری یا یہودی کون تھے؟ اس کا کوئی تاریخی ثبوت نہیں۔ اسی طرح باقی انجیلوں میں کیا گیا ہے۔ (بحوالہ اضواء علی المسیحیۃ)

عیسائیت اور انبیائے کرام کی توہین

اگر عیسائیت کی بانی مبانی کتاب بائبل کو دیکھا جائے تو شدید اختلافات اور تضادات کے علاوہ بے شمار فحش اور عریانی تحریریں پائی جاتی ہیں۔ جنہیں پڑھنے کے بعد ذوق سلیم کو ابکائی آنے لگتی ہے اور طبیعت یہ نہیں مانتی کہ جس میں اس قدر فحش طرازی کی گئی ہو وہ بھی الہامی ہو سکتی ہے۔ ان ظالموں نے اسی کتاب میں انبیائے کرام کی مقدس شخصیات کو بھی اپنے الزامات کا مورد ٹھہرایا جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے معصوم عن الخطا ہوتے ہیں اور جن مقدس شخصیتوں کا تذکرہ اللہ تعالیٰ

نے اپنی کلام پاک میں متعدد بار کیا ہے۔

نعوذ باللہ حضرت داؤد علیہ السلام پر عیش پرست کا گھناؤنا الزام لگایا گیا جن کو اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں مخاطب کیا ہے:

یا داؤد انا جعلناک خلیفة فی الارض فاحکم بین الناس باالحق۔ (سورة ص ٢٦ الایة)

حضرت سلیمان علیہ السلام پر (نعوذ باللہ) اجنبی عورتوں سے محبت کرنے کا الزام لگایا گیا اور مزید یہ بھی لکھا ہے کہ اپنی بیویوں کی وجہ سے (نعوذ باللہ) خدا کو چھوڑ کر کسی اور کو معبود بنا لیا تھا۔

حضرت لوط علیہ السلام پر شرمناک تہمت لگائی گئی اور حضرت داؤد علیہ السلام پر برہنہ رقص کرنے کا الزام لگایا گیا۔ الغرض یہی بس نہیں بلکہ حضرت مسیح کی عظمت کو دوبالا کرنے کے لیے تمام انبیائے علیہم السلام کے دامن کو داغدار کیا گیا۔

عیسائیت اور پاکستان میں اس کی ترقی کا سیلاب

عیسائیوں کے اخبار "کناڈا" کے مطابق رومن کیتھولک عیسائیوں کے عالمی مشنری ادارے کی طرف سے ایک اخبار "پرانسپکٹر" شائع ہوتا ہے جس میں لکھا ہے کہ پاکستان میں کلیسا کو بہت زیادہ کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ ۱۹۵۷ء میں آٹھ ہزار مسلمانوں نے عیسائیت قبول کی۔ جہاں پہلے اسی ہزار عیسائی تھے اب دو لاکھ اٹھاسی ہزار دو سو تریسٹھ عیسائی پائے جاتے ہیں۔

عیسائیوں کی زیادہ تر آبادی مغربی پاکستان میں ہے لیکن اس کی شرح میں

اضافہ مشرقی پاکستان میں ہوا ہے۔ موجودہ عیسائیت پاکستان کے لیے نہیں بلکہ عالم اسلام کے لیے ایک فتنہ کی صورت اختیار کرتی جارہی ہے۔

عیسائیوں کے اپنے تسلیم شدہ اعداد و شمار کے مطابق ۱۹۵۶ء سے لے کر ۱۹۵۸ء تک کے عرصہ میں بیس ہزار عیسائیوں کا اضافہ ہوا ہے۔ عیسائی اقلیت صرف بڑے شہروں اور صوبوں میں سرگرم کار نہیں بلکہ پورے ملک کے دیہاتوں میں یہ لوگ زہریلے ڈنگ لے کر اساتذہ، ڈاکٹروں اور وکیلوں کی شکل میں پھیلے ہوئے ہیں اور دن رات لوگوں کو مرتد اور بے دین بنانے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں۔

عیسائیوں کے یہ بیان کردہ اعداد و شمار کتنے ہی مبالغہ آمیز کیوں نہ ہوں، بات سینکڑوں اور ہزاروں کی نہ سہی، اکائیوں اور دہائیوں کی سہی تب بھی "یخرجون من دین اللہ افواجا" کا یہ منظر ہر حساس مسلمان کو ہلا کر رکھ دے گا۔

ایک طرف ان کے عقائد رزیلہ کو سامنے رکھا جائے اور دوسری طرف ان کی اسلامی ملکوں میں ترقی کو دیکھا جائے تو ایک مومن شخص کبھی برداشت نہیں کرسکتا کہ وہ عیسائیت جو اسلام کے خلاف اس قدر خطرناک عزائم رکھتی ہے وہ عیسائیت جو اسلام کی شمع کو روشن نہیں دیکھنا چاہتی جو شعائر اسلام اور انبیائے کرام جیسی مقدس شخصیتوں کی کھلے بندوں توہین کررہی ہے اور سادہ لوح مسلمانوں کو عیسائی بنانے کے لیے سر توڑ کوشش کررہی ہے وہ رفتہ رفتہ اب اسلامی ملکوں پر غلبہ ڈال رہی ہے جس کا مرکز امریکہ ہے۔

آج پاکستان میں مسیحیت کی ترقی کا سیلاب جس تیزی سے بڑھ رہا ہے اس

کا اندازہ لگانا محال ہے۔ اب تو اس بات کا خدشہ پیدا ہو رہا ہے کہ کہیں عیسائیت کے اندرونی و بیرونی ناپاک ادارے اسے دوسرا فلسطین نہ بنا دیں۔ جس طرح فلسطین کی سرزمین پر مسلمانوں کا خون بہایا گیا۔ قتل و غارت کی گئی۔ آج اس کا تصور بھی مشکل ہے۔ ایک انگریز مؤرخ بیت المقدس کی تاریخ کو بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ عیسائیوں نے فلسطین میں اس قدر خون بہایا کہ بیت المقدس کی سرزمین مسلمانوں کے خون سے رنگین ہو گئی۔

مولانا مودودی ترجمان القرآن میں رقمطراز ہیں کہ ۱۹۵۱ء سے لے کر ۱۹۶۱ء تک دس سال کے عرصہ میں بیرونی مشنری تنظیموں نے دو ارب روپیہ خرچ کیا۔ (ترجمان القرآن ۱۹۶۱ء)

امریکہ کی عیسائی تنظیم نے پانچ سالہ منصوبہ کے تحت عیسائیت کی تبلیغ کے لیے ایک عرب ڈالر خرچ کیے۔ بنگلہ دیش میں چھ لاکھ مسلمانوں کو لالچ اور تحائف دے کر عیسائی بنا لیا گیا۔ اسی طرح امریکہ، انڈونیشیا، فلپائن اور افریقہ میں عیسائی مشنریاں تیزی سے کام کر رہی ہیں تمام عیسائی تنظیموں نے پاکستان کو تبلیغ کے لحاظ سے چوتھی پوزیشن دی ہے (الاعتصام ۱۹۷۹ء)

فروغ عیسائیت کے اسباب

آج فروغ عیسائیت کا سب سے بڑا سبب عیسائیوں کے وسیع تر مادی ذرائع و وسائل ہیں۔ جو دام ہمرنگ زمیں بن کر انہیں مسلمانوں کے دین و مذہب کا شکار کھیلنے میں مدد بہم پہنچا رہے ہیں۔ انہی ذرائع و وسائل میں وہ مخلوط اور رقص و رنگ

کی محفلیں بھی شامل ہیں جو آئے دن عیسائیوں کے ہاں منعقد ہوتی ہیں اور بے راہ نوجوانوں کے لیے رہزن دین و ایمان بنتی ہیں اب اس مادہ پرستی کے دور میں یہی عیسائیت نوخیز لڑکیوں کے ذریعے شہری نوجوانوں میں تبلیغ کرتی ہے۔ مادہ پرستی اور جنسیت زدگی کے اس دور میں اس طرح کے ہتھکنڈوں سے جو نتائج برآمد ہوسکتے ہیں ان کا اندازہ لگانا کوئی مشکل نہیں ہے۔

پاکستان میں عیسائیت کی کامیابی کا سبب ان کے عقائد کی دلکشی نہیں بلکہ بڑے بڑے ہسپتالوں، سکولوں اور کالجز کی شکل میں لوگوں کی غربت سے ناجائز فائدہ اٹھا کر انہیں دواؤں، دودھ کے ڈبوں اور کپڑوں کا لالچ دے کر عیسائی بنایا جاتا ہے۔ آج مشنری سکولوں میں عیسائیت کی تبلیغ اتنی ہوشیاری سے کی جاتی ہے کہ معصوم بچوں کے ذہنوں کو اسلام سے بیگانہ اور عیسائیت کے قریب کیا جاتا ہے۔

اس کے علاوہ بھی کئی اسباب ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) عیسائیت کا سب سے بڑا اور پہلا حربہ مالی امداد ہے۔ سادہ لوح مسلمانوں کو خشک دودھ، گھی کے ڈبوں اور کپڑوں کا لالچ دے کر اسلام سے بیگانہ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

(۲) ہر اتوار کو گرجا گھروں میں مختلف چیزیں تقسیم کر کے علم کے کورے مسلمانوں حتی کے پردہ نشیں اور برقعہ پوش خواتین کو بھی گرجا گھروں میں جانے کے لیے مجبور کیا جاتا ہے۔

(۳) بے روزگاروں کو ملازمتوں کے وعدے دلا کر عیسائیت کے پھندے میں پھنسایا جاتا ہے۔ ہر نئے ہونے والے عیسائی کے وظائف مقرر کیے جاتے ہیں۔

(۴) مختلف ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کو قائم کر کے مفت دوائی تقسیم کی جاتی ہے۔ عام طور پر مشنری ہسپتالوں میں صبح کے وقت بائبل کا درس دیا جاتا ہے۔ مریضوں کے دلوں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کے ساتھ ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی محبت میں غلو کرتے ہوئے ان کو سراہا جاتا ہے۔

(۵) مسلمانوں کے محلوں، گلی کوچوں اور بازاروں میں گشت کیا جاتا ہے اور مختلف مجمع لگا کر بائبل کے لٹریچر کا پرچار کیا جاتا ہے اور مفت تقسیم کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اپنی غیرت اور مردہ ضمیر عورتوں کی شکل میں لوگوں کے گھروں میں بھیج کر عیسائیت کا پرچار کیا جاتا ہے۔

(٦) آج جنسیت اور مادہ پرستی کے دور میں فلم دیکھنے کا شوق بڑھ گیا ہے۔ اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے گرجا گھروں میں فلم دکھانے کا انتظام کیا جاتا ہے۔ جس سے عصر حاضر کے نوجوانوں کو شدید نقصان پہنچتا ہے۔

(۷) مختلف موضوعات لے کر عیسائیت پر مبنی لٹریچر چھاپ کر مفت تقسیم کیا جاتا ہے۔

(۸) اناجیل اربعہ کے لٹریچر کو اسباق کی شکل میں چھپوا کر خط و کتابت کے ذریعے سادہ لوح مسلمانوں کے گھروں میں بھیجے جاتے ہیں۔

(۹) ثقافت کے نام پر عیسائی تہذیب و تمدن کو رائج کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اور اسلامی تہذیب کو دقیانوسی ظاہر کیا جاتا ہے۔

عیسائیت اور مذہبی رواداری

اگر عالمی اور مذہبی کوائف کا جائزہ لیا جائے تو یہ حقیقت کھل کر سامنے

آجاتی ہے کہ پاکستان جو دنیا کا سب سے بڑا اسلامی ملک ہے۔ جو رواداری کے غلط فلسفے کے تحت خود اپنے فرزندان اسلام کو عیسائیت کی بھینٹ چڑھا رہا ہے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ عیسائیوں میں ایک دوسرے سے شدید اختلافات ہیں حتیٰ کہ بعض عیسائی دوسرے عیسائیوں کے گرجا میں جا کر یکجا عبادت کرنا پسند نہیں کرتے۔ لیکن مسیحیت کی تبلیغ اور مسلمانوں کے ارتداد کی مساعی میں سب ایک دوسرے سے متحد و متفق ہیں۔ ان کے عقائد کو دیکھا جائے تو ایک ہی عقیدہ میں کئی کئی گروہ نظر آتے ہیں ہر گروہ دوسرے پر تکفیر کا فتویٰ لگاتا ہے۔ ایک ہی انجیل کو چار حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ ان سب چیزوں کے باوجود عیسائیت اپنے مشن میں کامیاب نظر آتی ہے۔ لیکن جب مسلمانوں کی طرف نظر دوڑاتے ہیں کہ جن کے لیے قرآن بھی ایک اور نبی کا فرمان بھی ایک۔ اس کے باوجود "ضربت علیھم الذلۃ والمسکنۃ" کا منظر پیش کرتے نظر آتے ہیں۔ مسیحی معاشرے میں تاریخی طور پر دینی رواداری کا کوئی وجود نہیں ملتا لیکن انڈونیشیا کی مسیحی اقلیت "مذہبی رواداری" کا نعرہ برابر بلند کر رہی ہے۔ لیکن اگر کوئی ان مسیحیوں سے پوچھے کہ !!!!! کیا مسیحی آبادی کے بغیر گرجوں کی تعمیر مذہبی راوادری ہے؟ کیا مسیح دوشیزاؤں کا مسلم نوجوانوں کو ورغلانا مذہبی رواداری ہے؟ کیا کسی مسلمان عورت کو مسیحی نوجوان سے شادی کے لیے مجبور کرنا مذہبی رواداری ہے؟ کیا دیہاتوں میں تاجروں اور کسانوں کو چاول، دودھ اور قرضے دینا (خصوصاً قحط وغیرہ کے دنوں میں) مذہبی رواداری ہے؟ کیا اس مسیحی لٹریچر، اسکول، فلم، ریڈیو کے گانے اور ٹیلی ویژن کا مسیحی پروپیگنڈا مذہبی رواداری کا ایک حصہ ہے؟

ہرگز نہیں بلکہ یہ مسلمانوں کو مذہبی رواداری کا نعرہ لگا کر دھوکہ دیا جا رہا ہے۔

آج اگر مسلمانوں سے سوال کیا جائے کہ وہ آپس میں مذہبی رواداری کیوں نہیں برت رہے جبکہ وہ اسلامی اخوت کے رشتے میں بھی بندھے ہوئے ہیں۔ اسلام نے تو ان کو دشمنِ اسلام کے خلاف کام کرنے کے لیے "انما المؤمنون اخوۃ" کی لڑی میں پرو کر رکھ دیا ہے۔

آج دنیا میں مسلمانوں کی تعداد کچھ کم نہیں ہے لیکن پھر بھی مسلمان ذلیل و رسوا ہیں۔ ہر جگہ ان پر کفر کا غلبہ ہے۔ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہوئے پھر بھی اسلام کے دشمنوں سے دوستی لگاتے ہیں اور انہی کے اشاروں پر چلتے ہیں۔ کسی نے سچ کہا تھا:

وضع میں تم نصاریٰ ہو تمدن میں ہنود
یہ مسلمان جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

آج امت مسلمہ پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ فرمان صادق آ رہا ہے کہ ایک وقت آئے گا جب مسلمان تعداد میں زیادہ ہوں گے لیکن جذبہ جہاد کے فقدان کی وجہ سے دشمن چاروں طرف سے ان پر ٹوٹ پڑے گا۔

ایک دوسری حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

یوشک ان تداعیٰ علیکم الامم کما تداعی کلۃ علی قصعتہا قالوا۔ أمن قلۃ نحن یا رسول اللہ قال لا بل انتم یومئذ کثیر ولکنکم غثاء کغثاء السّیل (سنن ابی داؤد کتاب الملاحم)

ترجمہ:۔ قریب ہے کہ تم پر قومیں اس طرح ٹوٹ پڑیں گی جیسے کھانے والے

پیالے پر گرتی ہیں۔

صحابہ نے سوال کیا کہ کیا ہماری قلت تعداد کے سبب ہو گا؟ فرمایا نہیں بلکہ تم ان دنوں بہت ہو گے۔ لیکن قوت کے لحاظ سے سیلاب کی جھاگ کی طرح ہو گے!

آج ہماری ناکامی کا اصل سبب قرآن و سنت کو بھلا دینا اور اپنی خواہشات کے پیچھے لگ جانا ہے۔ یقیناً جو اللہ کے قانون کی خلاف ورزی کرتا ہے وہ دنیا اور آخرت میں رسوا ہوتا ہے۔ اسی لیے علامہ اقبال نے کہا تھا کہ:

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہو کر
تم خوار ہو تارک قرآں ہو کر

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو خیال جس کو خود اپنی حالت بدلنے کا!